اوریا مقبول جان

''ریڑھ کی ہڈی''
اور لارڈ میکالے کا نظامِ تعلیم

''تم غلط سوچ رہے ہو۔ اگر میں تمام مدرسے بند کر دیتا، ملک میں رائج عربی رسم الخط کو منسوخ کر دیتا تو میں فیل ہو جاتا۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کا نتیجہ آپ کوئی سال بعد نظر آئے گا۔''

یہ الفاظ برصغیر میں انگریزی نظامِ تعلیم اور انگریزی قانونِ تعزیرات اور ضابطہ فوجداری دینے والے شخص لارڈ میکالے کی ۱۸۳۵ء کی اس شہرۂ آفاق تقریر سے ہیں جو اس نے برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے کی تھی۔ اس نے کہا:

''میں نے تمام ہندوستان میں سفر کیا، ایک ایک جگہ گھوما لیکن مجھے پورے ملک میں کوئی بھکاری یا کوئی چور نظر نہیں آیا۔ اس ملک کی اخلاقی حالت بہت بلند ہے۔ ان کی اقدار کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ ہم اس ملک کو اس وقت تک فتح نہیں کر سکتے جب تک ہم اس کی ریڑھ کی ہڈی نہ توڑ دیں۔ یہ ریڑھ کی ہڈی اس کی روحانی اور معاشرتی میراث ہے اور یہ میراث ان تک ان کا غیر رسمی نظامِ تعلیم منتقل کر رہا ہے۔ اسی لیے ہی میں اس کے قدیم تعلیمی نظام کو بدلنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ اگر ایک دفعہ یہاں کے عوام کو اس بات کا احساس اور یقین ہو گیا کہ انگریزی زبان ہی بہترین ہے اور انگریز ہی اعلیٰ ترین قوم ہیں تو پھر وہ اپنی عزت نفس (Self Esteem) کھو دیں گے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر وہ ویسے ہی بن جائیں گے جیسے ہم چاہتے ہیں۔''

۲۵ / اکتوبر ۱۸۰۰ء میں پیدا ہونے والا یہ شخص کیمبرج یونیورسٹی میں پڑھا۔ شاعری، تاریخ نویسی اور مضمون نگاری اس کے شوق تھے۔ اس نے ۱۸۲۵ء میں ملٹن کی شاعری پر اپنا پہلا مضمون لکھا جو ایڈنبرا ریویو میں چھپا اور پھر وہاں مستقل لکھنے لگا۔ یہی مضمون نگاری کی شہرت تھی جس نے ایک سال میں اسے پارلیمنٹ کا رکن بنا دیا۔ اپنے ملک میں انسانی حقوق اور غلامی کے خلاف تقریریں کرتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی علاقے پر علاقے فتح کرتی جا رہی تھی۔ اس کے خیالات دیکھ کر اُسے ۱۸۳۴ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپریم کونسل کا رکن بنا دیا گیا۔ یہاں آتے ہی اسے برصغیر کے پہلے لاء کمیشن کا سربراہ چن لیا گیا۔ یہاں آتے ہی اسے برصغیر کے پہلے لاء کمیشن کا سربراہ چن لیا گیا۔ اس کے سامنے وہی ہندوستان تھا جس میں کوئی بھکاری اور چور نہ تھا۔ جس میں انگریزوں کی مردم شماری کے مطابق ۹۰ فیصد لوگ خواندہ تھے۔ اس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ تحریر کیا۔ پورے برصغیر کے لیے ضابطۂ فوجداری اور تعزیرات تحریر کیں اور ایک خوبصورت لفظ دیا Rule of Law یعنی قانون کی حکمرانی۔ وہ لوگ جو ہمیشہ Rule of Justice یعنی انصاف کی

حکمرانی پر یقین رکھتے تھے، اس بات پر مجبور کیے گئے کہ قانون جیسا بھی ہو، ظالم ہو، بے انصاف ہو، اس کی حکمرانی چاہیے۔ عدالتیں بھی جھوٹے گواہوں اور وکیلوں کے نکتوں کے سامنے بے بس ہو گئیں لیکن اس سے پہلے اس نے اپنے وفاداروں، نمک خواروں اور حاشیہ برداروں کی مدد سے ایک ایسے نظامِ تعلیم کی بنیاد رکھی جس کا مقصد اس قوم کو یقین دلانا تھا کہ انگریزی ہی بہترین زبان ہے اور انگریز اعلیٰ ترین قوم ہے۔ کالج، سکول اور یونیورسٹیاں بنیں اور محدود لوگ تعلیم حاصل کر کے کارپردازانِ سلطنت ہو گئے۔ وہ عام شہری جو مدرسے سے فارسی، عربی اور تھوڑا سا حساب سیکھتا تھا، اس کے سامنے قانون بھی اور تھا اور علمدرآمد کرنے والے بھی اور طرح کے۔ لیکن آخری وار اس ریڑھ کی ہڈی پر یہ کیا گیا کہ لوگوں کے ذہنوں کو محدود کرنے کے لیے ایک نعرہ دیا گیا۔ ''اصل جمہوریت' گراس روٹ ڈیموکریسی ہے''۔ آپ کا کام نالیاں بنانا، پانی پہنچانا، صفائی کرنا ہے۔ تم اس قابل نہیں کہ بڑے معاملات میں رائے دے سکو۔ آرام سے غلامی کے اس طوق کو پہنو اور خارجہ پالیسی، دفاع، امن عامہ، قانون، آئین، اس سے ہمیں کھیلنے دو۔

لارڈ میکالے تو ۱۸۵۸ء میں مر گیا لیکن اس ٹوٹی ہوئی ریڑھ کی ہڈی نے جب بھی تھوڑا سا جڑنے کی کوشش کی، اس میں کھڑے ہونے کی طاقت پیدا ہونے لگی۔ لارڈ میکالے کے پروردہ اور خوشہ چیں اسی ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح آ گئے۔ وہ مقصد، قانون کی حکمرانی، چاہے وہ ظلم پر مبنی ہو، انگریزی کی توقیر اور انگریز کو ترقی یافتہ ماننا اور خاموش، محدود ذہن اور مفلوج سوچ رکھنے کے لیے ''گراس روٹ ڈیموکریسی''۔ عوام کو اس سے کیا مطلب قانون کیسا بننا ہے، کشمیر میں جنگ کرنی ہے یا صلح، کس ملک سے دوستی کرنی ہے اور کس کی غلامی، یہ تو جاہل ہیں، گنوار ہیں اور سب سے بڑھ کر ان پڑھ ہیں۔ انہیں کیا پتا دنیا کدھر جا رہی ہے۔ وہ تو صرف اسی کو پتا ہو گا جو انگریزی جانتا ہے، انگریزوں کی طرح اٹھتا بیٹھتا ہے اور انہیں کی طرح اخلاق رکھتا ہے۔ (مطبوعہ: ''جنگ'' ۲۴ راگست ۲۰۰۵ء)

مقامِ اقبالؒ

''کتاب اللہ کی بلاغت کے صدقے جایئے، خود بولتی ہے کہ میں محمد ﷺ پر اتاری گئی ہوں......

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ هُوَالْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ (محمد:۲)

بابو لوگو! اس کی قسمیں نہ کھایا کرو، اس کو پڑھو۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح نہ سہی، اقبالؒ کی طرح ہی پڑھ لو۔ دیکھا! اس نے قرآن کو ڈوب کر پڑھا تو مغرب کی دانش پر ہلّہ بول دیا پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ افسوس! تم نے اقبال کو سمجھا ہی نہیں۔ انگریز سمجھ لیتا تو اقبال تختہ دار پر ہوتے اور قوم سمجھ لیتی تو کبھی غلام نہ رہتی۔ وہ تمہارے بت کدے میں اللہ اکبر کی صدا ہے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
(اقتباس خطاب: لاہور۔۱۹۴۶ء)